

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں کیلئے تحفہ

# نماز نبوی

مصنف

شیخ الاسلام والہ اعظم  
سید طاہر  
ابو محمد یونس الدین  
رحمۃ اللہ علیہ  
شاہ الراشدی

المنار: جمعیت اہل بیت (ع) (کراچی ڈویژن)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سلسلہ مطبوعات  
06

نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں کیلئے تحفہ

# نماز نبوی ﷺ

تالیف

شیخ البر والبعث  
سید علامہ  
ابو محمد رفیع الدین  
رحمہ اللہ علیہ  
شاہ الراشدی

مترجم

مولانا عبد اللطیف اختر حفظہ اللہ

مقدمہ

فضیلۃ الشیخ پروفیسر عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ناشر

مجمعۃ اہل بیت سنیہ کراچی ڈی ویویشن

کراچی دفتر الراشدی مسجد اہلحدیث موبیل لین لٹاری کراچی فون: 7511932

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	: نماز نبوی ﷺ
مصنف	: علامہ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ
ترجمہ	: مولانا عبد اللطیف اختر
تصحیح و نظر ثانی	: ابو المنیب محمد علی خاصخیلی
تقریظ	: فضیلۃ الشیخ عبد اللہ ناصر رحمانی
تاریخ اشاعت چہارم	: ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ بمطابق فروری 2001ء
تعداد	: گیارہ سو
قیمت	: ۲۲ روپے
کمپوزنگ	: ابراہیم عبداللہ یوگوی

### ﴿ ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں ﴾

- ☆ دفتر جمعیت اہلحدیث، سندھ، جامع مسجد الراشدی، سویلین، لیاری، کراچی، فون: 7511932
- ☆ مکتبۃ السنہ، جامع مسجد سفید اہلحدیث، سولجر بازار - 1، کراچی
- ☆ مکتبہ نور حرم، نعمان پلازہ، گلشن اقبال - 5، کراچی
- ☆ مکتبہ توحید، محمد جنید، دلی مسجد، دہلی کالونی، کراچی
- ☆ سلفی بک ہاؤس، متصل جامعۃ الاحسان الاسلامیہ، منظور کالونی، کراچی
- ☆ مکتبۃ الدعوة السلفیہ نزد محمدی مسجد اہلحدیث، پکا قلعہ دروازہ، حیدر آباد
- ☆ مکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور
- ☆ مکتبہ قدوسیہ، غزنوی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور
- ☆ مکتبہ اسلامیہ، بھوانہ بازار، فیصل آباد، فون: 631204
- ☆ جامع مسجد عثمان بن عفانؓ سیکٹر 11/2-G اسلام آباد

کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نمبر شمار	صفحہ نمبر	نمبر شمار
22	۱۴۔ سجدہ کی دعائیں	4	۱۔ تقریظ
	۱۵۔ دونوں سجدوں کے درمیان	6	۲۔ مقدمہ طبع ثانی
23	۱۶۔ کی دعائیں	9	۳۔ نماز کا طریقہ و ترتیب
24	۱۷۔ جلسہ استراحت	10	۴۔ دعائے افتتاح
25	۱۸۔ قعدہ اور تشہد	11	۵۔ بسم اللہ جہر اُپڑھنا چاہئے
27	۱۹۔ آخری تشہد اور اس کی دعائیں	12	۶۔ بلند آواز سے آمین کہنا
28	۲۰۔ درود و شریف	13	۷۔ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں
30	۲۱۔ سلام	15	۸۔ نماز میں قرأت
31	۲۲۔ سلام کے بعد کی دعائیں	15	۹۔ رکوع اور اس کی تسبیحات
33	۲۳۔ متفرق مسائل	16	۱۰۔ قیام بعد الرکوع
35	۲۴۔ وتر کا طریقہ	16	۱۱۔ رفع الیدین کا مسئلہ
35	۲۵۔ رکعات و ترکی قعدہ اور ترتیب	20	۱۲۔ قیام بعد الرکوع کی دعائیں
38	۲۶۔ دعائے قنوت کا مسئلہ	22	۱۳۔ سجدہ کا مسنون طریقہ

## تقریظ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله و الصلاة و السلام على رسول الله ، و بعد:

نماز نبوی کے عنوان سے یہ مختصر مگر جامع اور مدلل رسالہ محترم علامہ بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ کی تصنیف لطیف ہے۔

اس رسالہ کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق نماز ادا کرنا ضروری ہے، نماز کا ہر فعل رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مبارکہ کے مطابق ہوگا تو عند اللہ شرف قبولیت کا باعث ہوگی ورنہ اس نماز کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے :

..... و رب مصل لا خلاق له ۔ (الجامع الصحيح)

(قرب قیامت) اکثر نمازی ایسے ہوں گے جنہیں انکی نماز کا اجر و ثواب نہیں ملے گا۔

بنیادی سبب یہی ہے کہ وہ نمازیں سنت کے خلاف ہو گئی یا پھر اخلاص نیت کا فقدان ہو گا۔

چنانچہ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر محترم شاہ صاحب مرحوم نے نہایت اختصار کے

ساتھ نماز نبوی ﷺ پیش فرمادی ہے، ہمیں قارئین کرام سے توقع ہے کہ وہ ایک ہی

نشست میں اس رسالے کو پڑھ لیں گے اور پھر دوسرے بھائیوں تک پہنچادیں گے تاکہ

اللہ تعالیٰ اس امت کو نماز مسنون پڑھنے کی توفیق عطاء فرمادے۔

اور ظاہر ہے ہماری انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا بہت حد تک دار و مدار صحیح اور مسنون نماز

کے قائم کرنے پر ہے۔

﴿ان الصلاة تنهى عن الفحشاء و المنكر.....﴾ (القرآن)

”ارحنا بالصلاة يا بلال .....“ (الحديث)

”قرة عيني في الصلاة .....“ (الحديث)

ہماری تمام پریشانیوں کا مداوا صحیح طریقہ نماز میں ہے۔

زیر نظر رسالہ در حقیقت سندھی زبان میں تھا، اردو ترجمہ کی سعادت مولانا عبداللطیف اختر صاحب کے حصے میں آئی، جبکہ طبع ثانی کی مناسبت سے نظر ثانی و تصحیح کا کام بھائی محمد علی صاحب مراقب (المعتمد المذنب للتعليم و التربية) نے انجام دیا۔ فجزاهم اللہ أحسن الجزاء۔

میں اس موقع پر بھائی عمر فاروق صاحب کا شکریہ ادا نہ کرنا زیادتی تصور کروں گا، در حقیقت ان کی انتھک محنت اور جمعیت اہل حدیث سندھ کے ساتھ اخلاص کے نتیجہ میں ہی اس قسم کے مفید رسائل منظر عام پر آرہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے اس رسالہ کی نفع عام کے لئے دست بدعا ہوں، نیز اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مصنف رحمہ اللہ اور دیگر تمام احباب جنہوں نے اس کی طباعت میں کسی نہ کسی طور کردار ادا کیا ان کی بخشش و نجات کا باعث بنادے، اور ہمارے اس تمام معاشرے کو یہ توفیق عطاء فرمادے کہ وہ ادائیگی نماز کے سلسلے میں آباء و اجداد کی روش کا تتبع کرنے کی بجائے سنت مطہرہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے دامن پاکیزہ کے ساتھ چمٹ جائیں، اس سکتی ہوئی انسانیت کی آخری اور محفوظ پناہ گاہ یہی ہے۔

و اللہ ولی التوفیق، و بنعمته تتم الصالحات، و أصل و أسلم علی نبیہ محمد و علی آلہ و صحبہ و اہل طاعته أجمعین۔

و کتبہ / عبد اللہ ناصر (الرحماني)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ (طبع ثانی)

الحمد لله رب العالمين - الرحمن الرحيم - مالك يوم الدين - اياك نعبد و اياك نستعين - و الصلاة و السلام على امام المرسلين - ليلة المعراج صلى بهم اجمعين - و على اهل طاعته و اتباعهم الى يوم الدين - يوم يحكم بهم المحافظين لصلاتهم ولساهين عنها و الغافلين -

اما بعد :

یہ مختصر رسالہ جو آج سے تقریباً ایک تہائی صدی قبل ۱۳۶۷ھ میں بنام ”نبی کریم ﷺ کے محبین کیلئے تحفہ“ شائع ہوا تھا۔ یہ رسالہ ایک دوست محبت السنہ ”اللہ ڈنو جیسر“ ساکن مورو کے شوق اور استدعا پر لکھا گیا تھا جس میں وتر پڑھنے کا مسنون طریقہ اور نماز پڑھنے کا طریقہ جو صحیح احادیث میں جو کہ دو جہانوں کے سردار اور امام الرسل رسول اللہ ﷺ کے ترتیب وار مروی ہو کر ہم تک پہنچا ہے۔

اس رسالہ کو مختصر اور عام فہم عبارت کیساتھ حوالہ کتب احادیث سے مرتب کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ انتہائی قلیل عرصہ میں نایاب ہو گیا تھا اور سندھ میں اللہ کے نیک بندے اپنی نمازوں کو سنت کے مطابق درست کرنے لگ گئے اور مساجد میں سنت کے مطابق نماز کی ادائیگی دیکھنے میں آنے لگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چند سالوں سے سندھ کی جماعت اہل حدیث اسی شوق و جذبے کا اظہار کرتی رہی کہ اس رسالے کی دوبارہ اشاعت کی جائے تاکہ جماعت اہل حدیث جو کہ سندھ میں قریہ قریہ



بستی بستی پھیلی ہوئی ہے اس کیلئے یہ رسالہ سارہ بنا رہے اور تبلیغ کا بہترین ذریعہ بنا رہے۔ بالآخر اس کار خیر کی توفیق جمعیت نوجوانان الہمدیث سعید آباد کی مقدر میں لکھی ہوئی تھی انہوں نے راقم الحروف سے نظر ثانی کرنے کے لئے استدعا کی۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے پھر اس کو از سر نو تحریر کیا گیا اور نئی تحقیق کے مطابق چند مسائل کی مزید وضاحت کی گئی۔ اور جو بعض اہم مسئلے پہلی تصنیف میں رہ گئے تھے انکا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ اس وقت اسی نام ”نبوی نماز“ کے لقب سے یہ رسالہ ہدایہ مقالہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ دوست و احباب مطالعہ کر کے سنت کے مطابق پانچوں وقت کی نماز فرائض، نوافل ادا کرنے کی سعی فرمائیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔

”صلوا کما رأیتونی أصلی“ (بخاری، مسلم، ابن خزیمہ، ابن حبان، المنقی لابن الحارود و صحیح ابی عوانہ و غیرہ)

ترجمہ: نماز اسی طریقے کے مطابق پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔

بڑے سعادت مند تھے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنہوں نے آپ کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ اور اسی طریقے کو یاد کرتے ہوئے اپنے تلامذہ (تابعین) کو سکھائی اور انہوں نے تبع تابعین اور انہوں نے اپنے شاگردوں کو پھر ہم تک صحیح اور متصل اسناد و روایات سے یہ طریقہ پہنچا۔ اب ہم پر لازم ہے کہ جو ان کا طریقہ ہم تک پہنچا ہے اور کتب احادیث میں محفوظ ہے اور ہر ایک کو اس کی معلومات ہے تو پھر اسکے مطابق اپنی نمازیں ادا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر/۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمہیں دیں (جو کچھ قول و فعل سے ملے) وہ تم لے لو اور



جس چیز سے تمہیں منع کرے اس سے باز آؤ۔

اور اللہ تعالیٰ کو وہی طریقہ پسند ہے جس پر آپ ﷺ چلے ہیں۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب / ۲۱)

(مسلمانو!) تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ ایک بہترین نمونہ ہیں

اس لئے کسی مذہب کے قیل و قال کے بغیر رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی

نماز ادا کرنی چاہئے۔ یہی مذہب تمام ائمہ دین کا ہے جن کا قول ہے

”اذا صحح الحديث فهو مذهبي“ (الشامی وغیرہ)

ترجمہ: جب بھی کوئی حدیث صحیح ثابت ہو تو وہی میرا مذہب ہے۔

**آخر التماس:**

یہ ہے کہ پڑھنے والے بھائی مجھے اور میرے اہل و اولاد کو اپنی نیک دعاؤں میں ہمیشہ یاد فرمائیں۔

اللهم لك الحمد و الشكر صباحا و مساء اياك نعبد و اياك نستعين - اهدنا

الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم و لا

الضالين - آمين

العبد

ابو محمد بديع الدين شاه الراشدی المکی

غفر له و لوالديه

يوم الجمعة ۲۵ / ربيع الثاني ۱۴۵۰ھ

الموافق ۱۸ / يناير ۱۹۸۵م

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم

الحمد لله و سلام على عباده الذين اصطفى

اما بعد

معلوم ہونا چاہئے کہ ہم سے دو باتوں کے متعلق پوچھا گیا ہے (۱) نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ (۲) وتر کی ترتیب

## نماز کا طریقہ / نماز کی ترتیب

نماز کی ترتیب کے متعلق عرض ہے کہ آپ ﷺ جب بھی نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر شروع کرتے۔ عام لوگوں کی طرح زبان سے نیت نہیں کرتے تھے کیونکہ نیت فقط دل کے ارادے کا نام ہے۔ اس لئے زبان سے کہنا بدعت ہے۔ آپ ﷺ اللہ اکبر کہنے سے پہلے یا بعد میں دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے اور ہتھیلیاں قبلہ رخ کرتے تھے اور انگلیاں بھی کھلی رکھتے تھے (ابن حبان، سنن اربعہ، بیہقی وغیرہ) اور کبھی کانوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھاتے تھے (نسائی، ابو داؤد وغیرہ) اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو سینے پر اس طرح باندھتے تھے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھتے جس طرح صحیح ابن خزیمہ، مسند احمد، بیہقی میں احادیث مروی ہیں اور صحیح بخاری میں حدیث ہے جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھتے تھے اس طرح ہاتھ سینے پر ہی رہیں گے اس سے نیچے نہیں جائیں گے۔ اس طرح سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ کی پشت پر یا پوری کلائی پر یا کسی بھی جگہ پر رکھے تو درست ہے۔ (ابو داؤد، بیہقی، دارقطنی، الحلی وغیرہ) باقی سینے کے علاوہ کہیں بھی ہاتھ باندھنا ثابت نہیں ہے۔ جو لوگ زیر ناف ہاتھ باندھتے

ہیں وہ آپ ﷺ کے طریقے کے خلاف کر رہے ہیں۔

## دعائے استفتاح :

ہاتھ باندھنے کے بعد آپ ﷺ اکثر و بیشتر یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ - اَللّٰهُمَّ  
نَفِّىْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْفَى الثُّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ - اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ  
بِالْمَاءِ وَ التَّلَجِ وَ الْبَرْدِ (بخاری و مسلم و غیرہا)

ترجمہ : یا اللہ ! میرے گناہوں میں مشرق و مغرب جیسی دوری فرما۔ یا اللہ ! مجھے گناہوں  
سے ایسے پاک و صاف فرما جیسے کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ یا اللہ  
! میرے گناہوں کو اپنی رحمت کے پانی برف اور اولوں سے دھو کر پاک فرما۔

اس کے علاوہ دوسری دعائیں بھی احادیث سے ثابت ہیں اور ان کا پڑھنا بھی  
مسنون ہے جیسا کہ عام طور پر یہ دعا ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ“ پڑھی جاتی ہے۔ اس کے متعلق  
نصب الراية میں طبرانی کی کتاب الدعاء کے حوالے سے ایک حدیث مروی ہے جس کے  
تمام رواۃ پختہ اور معتبر معلوم ہوتے ہیں۔ اسی لئے نئی تحقیق کے مطابق یہ دعا پڑھنا بھی  
سنت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ“۔

ترجمہ : یا اللہ ! تیرے لئے ہی پاکیزگی ہے اور تیری ہی تعریف ہے اور تیرا نام با برکت  
ہے اور تیری بزرگی بلند شان والی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

دعا پوری کرنے کے بعد پھر اس طرح کہتے تھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْثِهِ وَ هَمَزِهِ اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيمِ کہہ کر پھر سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھتے تھے۔ سورۃ فاتحہ پوری کرنے کے بعد ”آمین“ کہتے تھے۔ (مشکوٰۃ سنن اربعہ وغیرہ)

## نوٹ:

آپ نماز فجر، مغرب اور عشاء کی پہلی دور کعتوں میں قرأت باواز بلند پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ظہر اور عصر کی نماز میں بھی کوئی ایک آیت بلند آواز سے پڑھتے تھے۔

## بسم اللہ جبراً پڑھنا چاہیے:

اور آپ ﷺ جبری نماز میں بسم اللہ جبری اور سری نماز میں بسم اللہ سری پڑھتے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جبری نماز میں بسم اللہ سری ہی پڑھنی چاہئے۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ جبری نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے بارے میں کوئی بھی صحیح یا صریح حدیث نہیں ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔ مگر یہ صریح دلیل نہیں ہے کیونکہ دیگر احادیث میں واضح طور پر بسم اللہ الرحمن الرحیم باواز بلند پڑھنے کا ذکر موجود ہے۔ اسی لئے یہ نص قاطع ہے اور علماء کے نزدیک مثبت منفی پر مقدم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم کے الفاظ صحیح ہونے میں بھی بڑی کلام ہے۔ اس لئے صحیح عمل اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ جبری نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم جبری ہی پڑھا کرتے تھے اور بسم اللہ ہر سورت کی ابتدا کی آیت بھی ہے۔ کیونکہ جو قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نازل ہوا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سنا اور لکھا اس میں سورۃ التوبہ کی علاوہ تمام سورتوں کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔ (بیہقی) اور بسم اللہ ہر سورت کے شروع میں نازل ہوتی رہی تھی (مسلم) اور ایک حدیث میں

آپ کا فرمان ہے کہ یہ سورت فاتحہ کی پہلی آیت ہے۔ (دارقطنی، بیہقی)

**بلند آواز سے آمین کہنا:**

اور آپ ﷺ جہری قرأت و نماز میں ”آمین“ ہمیشہ باواز بلند کہتے تھے۔ (بخاری،

ترمذی، ابوداؤد، بیہقی، دارقطنی وغیرہم)

اور آپ ﷺ نے آہستہ آمین کبھی نہیں کہی، اور اس بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی آمین تو عورتوں کی صفوں میں بھی سنی جاتی تھی (طبرانی) اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں عطاء بن ابی رباح تابعی سے روایت لائے ہیں کہ میں نے کعبہ اللہ میں دو سواصحاب الرسول ﷺ سے باواز بلند ”آمین“ کہتے ہوئے سنا ہے۔ اور جو لوگ باواز بلند آمین کہنے پر ناراض ہوتے ہیں یہ حقیقت میں سنت کے دشمن ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں یہودی باواز بلند آمین کہنے پر ناراض ہوتے تھے (ابن ماجہ) اور آپ ﷺ نے اس پر حسد کرنے والوں کو یہودی کہا ہے (ابن السکن) اور آپ ﷺ سے تین مرتبہ آمین کہنے کے بارے میں طبرانی میں پختہ راویوں سے ایک روایت منقول ہے جیسا کہ صاحب مجمع الزوائد کا کہنا ہے، مگر یہ شاذ ہے، اس لئے ایک مرتبہ کہنے میں ہی احتیاط ہے جیسا کہ عام روایتوں میں صرف آمین کہنے کا ذکر ہے۔ دو یا تین مرتبہ کہنے کا ذکر نہیں ہے۔

نیز مشہور حنفی عالم عبدالحی لکھنوی صاحب مؤطا محمد کے حاشیہ میں لکھتا ہے کہ حق اور انصاف کی بات تو یہی ہے کہ دلیل کے لحاظ سے آمین بالجہر کہنا ہی زیادہ قوی ہے اور السعایہ میں لکھا ہے کہ میں نے کئی سال کوشش کی لیکن مجھے کوئی بھی ایسی صحیح حدیث

نہیں ملی جس میں رسول اللہ ﷺ سے آہستہ آہستہ آمین کہنے کا ثبوت ملتا ہو۔

## سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں :

معلوم ہونا چاہیے کہ سورہ فاتحہ (الحمد شریف) نماز کا رکن ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، خواہ اکیلا ہو یا امام کی اقتداء میں، جبری نماز ہو یا ساری نماز، عام نماز ہو یا نماز جنازہ۔ کسی میں بھی اگر سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ نماز ہرگز نہیں ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص نے بھی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز ہی نہیں (بخاری، مسلم وغیرہما) اور جو لوگ کہتے ہیں کہ مقتدی نہ پڑھے تو ان کے پاس کوئی ثبوت یا دلیل نہیں ہے اور بعض لوگ اس سے دلیل لیتے ہیں کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ ”جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموش ہو کر سنو!..... الخ۔ چونکہ اسی لئے امام کے پیچھے سورت فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ سو یہ ان کی نا سمجھی ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔ اور آپ ہی سب سے زیادہ بہتر مطالب تفسیر اور معانی کو سمجھنے والے ہیں تو آپ ہی نے حکم دیا ہے تو وہ مسلمان کیلئے کافی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صاف الفاظ میں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ

لا صلاة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام (رواه البيهقي في جزء القراءة عن عبادة بن الصامت)

ترجمہ: جس نے بھی امام کے پیچھے ”الحمد شریف“ نہ پڑھی تو اس کی نماز ہی نہیں۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام کا پڑھنا ہی مقتدیوں کے لئے کافی ہے۔ جو امام کے پیچھے پڑھتے ہیں گویا ان کو امام پر اعتماد اور بھروسہ نہیں۔ یہ سوال جاہلانہ ہے ایسے سوال کرنے والے سے اللہ کی قسم دیکر پوچھیں کیا وہ امام کے پیچھے ”سبحانك اللهم“ اور

رکوع اور سجدے میں تسبیحات اور التحیات اور درود وغیرہ پڑھتے ہیں یا نہیں؟ امید ہے کہ جواب ”ہاں“ میں ملے گا۔ کیا پھر تمہیں بھی امام پر بھروسہ نہیں؟ شاید آپکی سورت فاتحہ (الحمد شریف) سے خاص دشمنی ہے۔

نیز حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان اپنے لئے نماز پڑھتا ہے نہ امام مقتدیوں کیلئے نہ ہی مقتدی امام کیلئے پڑھتے ہیں۔ اسی لئے ہر نمازی کو اپنے ہی احکام کی بجا آوری کرنی ہے۔ تعجب اور باعث عبرت بات یہ ہے کہ امام مقتدیوں کی دعاؤں کا بوجھ تو اٹھا نہیں سکتا، پھر الحمد شریف جیسی عظیم برکت والی سورت کا بوجھ کیسے اٹھائے گا؟ حالانکہ ان کی دعاؤں کی فضیلت اس مبارک سورت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ فندبروایا اولی الالباب

**ناظرین کرام!**

رسول اللہ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے کی گلیوں میں صدا دے دو اور اعلان کرو کہ ”الحمد“ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی (جزء القراءة للبخاری و بیہقی وغیرہ) یہ اعلان بھی صاف بتاتا ہے کہ یہ حکم تمام نمازیوں کیلئے ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا جو بھی امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ سورہ الحمد پڑھے۔ (مسند الشامیین للطبرانی) نیز نسائی، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی، بیہقی وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے خاص مقتدیوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے الحمد کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھو۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس نے الحمد شریف نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔

آمین کہنے کے بعد کچھ دیر خاموش رہتے پھر آپ قرآن مجید کی کوئی دوسری سورت تلاوت کرتے۔ سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ کے درمیان کچھ دیر خاموش رہنا مسنون ہے تاکہ مقتدی آسانی سے سورۃ فاتحہ پڑھ سکیں۔ (جزء القراءة للبخاری)



## نماز میں قرأت :

آپ ﷺ کی اکثر عادات مبارکہ یہ ہوتی تھی کہ نماز فجر اور نماز ظہر میں قرأت لمبی کرتے اور عصر اور عشاء کی نمازوں میں درمیانی قرأت کرتے اور نماز مغرب میں قرأت چھوٹی کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات چھوٹی قرأت کی جگہ لمبی قرأت اور لمبی قرأت کی جگہ چھوٹی قرأت بھی کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ! کیسا آسان دین ہے۔ جیسا کہ عام کتب احادیث میں تفصیل موجود ہے اور آپ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ہمیشہ پہلی رکعت میں سورہ ”آلَمَ السَّجْدَةِ“ اور دوسری رکعت میں ”ہَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ“ پڑھتے تھے۔ (صحاح ستہ، طبرانی صغیر، مسند احمد وغیرہ) جمعہ کے دن نماز فجر میں ان کے علاوہ اور سورتیں پڑھنا خلاف سنت ہے۔ کبھی کبھی دو دویا تین تین یا اس سے زائد سورتیں بھی ایک ہی رکعت میں پڑھتے تھے (بخاری وغیرہ) اور کبھی کبھی ایک ہی آیت پڑھتے تھے (مسلم وغیرہ) اور کبھی توفیق الحمد ہی پڑھتے تھے (مسند احمد) اور کبھی کبھی ایک ہی سورت دونوں رکعتوں میں پڑھنا بھی ثابت ہے (ابوداؤد) اور نیچے سے اوپر کی طرف پڑھنے کی اجازت دی ہے (بخاری وغیرہ) اور بعض مرتبہ آخری دونوں رکعتوں میں سورت فاتحہ کے ساتھ اور بھی سورت پڑھتے تھے اور نہیں بھی پڑھتے تھے۔ (بخاری، ترمذی، ابوداؤد وغیرہ) قرأت پوری کرنے کے بعد تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ (سانس لینے کے لئے) (ابوداؤد وغیرہ)

## رکوع اور اسکی تسبیح :

پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیلئے جاتے اور رکوع کی تکبیر کیساتھ دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے تھے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور کہانیوں

کو پہلو سے دور رکھتے اور پیٹھ بالکل سیدھی رکھتے اور سر مبارک نہ زیادہ اوپر اٹھاتے اور نہ ہی زیادہ جھکاتے بلکہ پیٹھ کے برابر رکھتے تھے (مشکوٰۃ، بلوغ المرام وغیرہ) اور اپنے بازو مبارک کو بالکل سیدھا رکھتے تھے (ترمذی)۔ اور رکوع میں اکثر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (بخاری و مسلم)

ترجمہ: تیرے لئے ہی پاکیزگی ہے اے ہمارے پروردگار! اور تیری ہی تعریف ہے۔ یا اللہ! مجھے بخش دے۔

اور کبھی آپ یہ دعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ

یعنی ”پاکیزگی ہے میرے عظمت والے رب کیلئے“

ان کے علاوہ اور بھی دعائیں پڑھی ہیں اور یہ سب مسنون ہیں۔ لیکن پہلی دعا افضل ہے کیونکہ آپ ﷺ اکثر یہی دعا پڑھتے تھے اور جتنی بار ہو سکتا اتنی ہی بار پڑھتے تھے، حتیٰ کہ مقتدیوں کو گمان ہو جاتا تھا کہ شاید آپ رکوع سے اٹھنا ہی بھول گئے ہیں (مسلم بخاری، ترمذی، وغیرہ)

## قیام بعد الركوع :

تسبیحات کے بعد سمع اللہ لمن حمد کہہ کر سیدھے کھڑے ہوتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ واپس لوٹ آئیں (مشکوٰۃ) اور رکوع سے اٹھتے ہوئے بھی دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے تھے۔

## رفع الیدین کا مسئلہ :

رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا تقریباً پچاس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں (فتح الباری) جن میں سے چند

کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔

ابو بکر صدیق، عمر فاروق، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی احادیث سنن الکبریٰ للبیہقی میں ہیں۔ ابن عمر اور مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہما کی صحیح بخاری میں ہیں۔ ابو ہریرہ، ابن الزبیر، ابن عباس اور ابو حمید رضی اللہ عنہم کی سنن ابو داؤد میں ہیں۔ انس اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی سنن ابن ماجہ میں ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر نام طوالت کے سبب سے نقل نہیں کئے جا رہے ہیں۔

اب کسی مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ اتنی تعداد میں احادیث کے ہوتے ہوئے بھی منہ موڑ سکے۔ اس سنت کے متعلق حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ اٹھانے سے دس نیکیاں ملتی ہیں بلکہ ہاتھوں کی ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے (طبرانی) سبحان اللہ! اس قدر ثواب کو کون سا مسلمان ضائع کریگا؟ اب جب رفع الیدین ثابت ہو چکی ہے تو پھر اس پر ناراض ہونا یا رفع الیدین کرنے والوں کے ساتھ بغض رکھنا ہرگز جائز اور مناسب نہیں ہے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین چھوڑنا اور منع کرنا کسی بھی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رفع الیدین کرتے تھے (جزء رفع الیدین للبخاری) بلکہ امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ

كان اذا رأى رجلاً لا يرفع يديه اذا ركع و اذا رفع رماه بالحصى۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جس شخص کو رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرتے ہوئے دیکھتے تو پتھر مارتے تھے۔

بعض جہال یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ شیعوں کی رسم ہے حالانکہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہلاتے ہوئے بھی اس سنت سے محروم رہ گئے

ہیں۔ ہم سے ہمارے دشمن شیعہ یہ سنت لے گئے ہیں۔

نیند میں ہو اب تک منزل پالی غیروں نے  
کیا نتیجہ اس کا ہوگا اس کا بھی کچھ کر خیال  
حالانکہ ان کو سوچنا چاہیے تھا کہ داڑھی رکھنا بھی سکھوں کی مشابہت ہے حالانکہ سکھ  
شیعوں سے بھی بدتر ہیں کیا اسی وجہ سے داڑھی منڈوا دینی چاہیے؟ حاشا و کلا۔

حقیقت یہ ہے کہ جو بھی سنت رسول ﷺ سے ثابت ہو اسے کسی بھی حالت  
میں نہیں چھوڑنی چاہیے اگرچہ اس پر اسلام کا کوئی بدترین دشمن عمل پیرا کیوں نہ ہو۔  
دیکھو مسواک کرنا سنت موکدہ ہے لیکن اس پر ہندو بھی عمل پیرا ہیں۔ کیا پھر اس کو بھی  
چھوڑ دیا جائے؟ ہرگز نہیں! بلکہ اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

افسوس! کلمہ گو انسان نبی کریم ﷺ سے محبت کے دعوے کرنے والے سنتوں  
کو چھوڑے بیٹھے ہیں جبکہ دین کے دشمن اس پر عمل پیرا ہیں۔ ان فی ذلک لعبرة لمن  
یخشى۔

یہ بات بھی ہے کہ شیعہ سجدے کی حالت میں بھی ہاتھ اٹھاتے ہیں لیکن ہم اہل سنت و  
الجماعت والے اس حالت میں نہیں اٹھاتے، کیونکہ صحیح احادیث سے کوئی ثبوت نہیں  
ملتا۔ بس یہی تو ان سے مخالفت ہے جس طرح کوئی داڑھی چھوڑتا ہے اور موچھیں کاٹتا  
ہے تو اس کو کہا جائے گا کہ اس نے آپ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا ہے اور سکھوں کی  
مخالفت بھی کی ہے اسی طرح جس نے سجدے کے علاوہ رفع الیدین کیا گویا اس نے سنت  
پر عمل کیا اور شیعوں کی مخالفت بھی کی، دونوں خسروئے اسکی مٹھی میں آگئے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کا حکم شروع اسلام میں تھا کیونکہ مشرکین  
بغلوں میں مت چھپا کر نماز پڑھتے تھے اس لئے رفع الیدین کا حکم دیا گیا تاکہ یہ بت گر

جائیں۔ مگر یہ بالکل ناقابل اعتبار واقعہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں وہ حدیث سے اس کا ثبوت پیش کریں۔

علاوہ ازیں اگر اس بات کو مان بھی لیا جائے تو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے سے مت گرجاتے ہیں، تو پھر یہ تو بتائیں کہ رکوع کرتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرنے کی کیا ضرورت پڑی؟ ایسے حیلے اور بہانوں کے ذریعے مسلمانوں سے سنت نہیں چھڑوائی جاسکتی۔ بلکہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام مسائل میں سنت کو ملحوظ رکھے۔

رفع الیدین آپ ﷺ کا صرف عمل ہی نہیں بلکہ آپ نے دوسروں کو کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ جیسا کہ امام بیہقی نے اس بارے میں کتاب الخلافیات میں ایک حدیث لائے ہیں جس کے راوی خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی میں کسی بھی نماز میں ایک دفعہ بھی رفع الیدین نہیں چھوڑی۔

علامہ انور شاہ کشمیری نیل الفرقدین میں لکھتے ہیں کہ رفع الیدین متواتر احادیث سے ثابت ہے اس میں سے ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہوا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

ہاتھ اٹھانے کے بعد پھر اسی طرح ہاتھ باندھنا بھی ثابت ہے کیونکہ اس بارے میں عام حدیث ہے کسی بھی حدیث میں رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑنا ثابت نہیں ہے۔ سنن نسائی میں حدیث ہے کہ آپ ﷺ جب بھی نماز میں قائم (کھڑے) ہوتے تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اور بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ جب بھی رکوع سے سیدھے قائم (کھڑے) ہوتے تھے تو اس وقت ”رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ“ کہتے تھے۔ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے کو شریعت نے قائم

(کھڑا ہونا) کہا ہے اور اوپر سنن نسائی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں قائم (کھڑے) ہونا سنت ہے اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔

نیز نماز اللہ اکبر سے سلام تک ہے، نماز میں جب بھی کھڑا ہوگا اس کو قائم (کھڑا ہونا) کہا جائیگا اور اس کے لئے یہی حکم ہے کہ ہاتھ باندھے اور نہ کہ ہاتھ چھوڑے اور جو لوگ ہاتھ چھوڑنے کے بارے میں اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے مطالعہ کی تنگی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

علاوہ ازیں جو لوگ شیعوں کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذرا غور کریں کہ ہاتھ چھوڑنا ان کے ساتھ مخالفت ہے یا موافقت۔ اور آپ ﷺ اس کھڑے ہونے کو اس قدر لمبا کرتے تھے کہ مقتدیوں کو گمان ہوتا تھا کہ شاید آپ سجدہ کرنا بھول گئے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

## قیام بعد الركوع کی دعائیں :

جس طرح کسی وقت بیرنگ لفافہ بغیر ٹکٹ کے بھیجا جاتا ہے اسی طرح بعض لوگ رکوع اور سجدے میں بغیر سیدھے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ سوان کی کبھی نماز نہیں ہوگی کیونکہ رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا فرض ہے تو اس کے چھوڑنے سے کیسے نماز ہو سکتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نماز پڑھنے والے کو تین مرتبہ نماز دھرا بنے کیلئے کہا اور ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ

ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ۔ واپس جاؤ اور نماز پڑھو اس لئے کہ تو نے نماز پڑھی ہی نہیں۔ (بخاری و مسلم) اور اس قیام میں آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور کبھی واؤ کے اضافے کیساتھ وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے اور پوری دعا اس طرح ہے :

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ (بخاری وغیرہ)

## نوٹ:

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ..... الخ یہ جملے امام ہو، مقتدی ہو یا اکیلا، ہر ایک کیلئے کہنا چاہیئے (بخاری، دارقطنی) جیسا کہ عام کو تخصیص کی جاتی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے و دونہ فرط القنادر۔ اور حقیقت میں سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ باعتبار تکبیر کے ہیں۔ جو آپ ﷺ سیدھا ہونے کے وقت کہتے تھے اور باقی دعا سیدھا ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور یہ دعا اسی قیام کیلئے ہے۔

## نوٹ:

آپ کے زمانے میں رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کا کلمہ پیچھے بلند آواز سے بھی کہا جاتا تھا۔ (نسائی) اور جو لوگ اس پر ناراض ہوتے ہیں ان کو اس حدیث کا خیال رکھنا چاہیئے نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بھی جہر سے پڑھنے پر عمل رہا ہے۔ (ابن ابی شیبہ، المحلی وغیرہ) اور تیسری دعا کے بعد یہ دعا بھی پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلَأَ السَّمَوَاتِ وَمِلَأَ الْأَرْضِ وَمِلَأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ - أَهْلُ الثَّنَاءِ وَالْمَحْمَدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ - اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ - (مسلم)

ترجمہ: اے میرے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے لئے (اس قدر) آسمان اور زمین بھری تعریف ہے اور اس کے علاوہ جتنا تو چاہے اے تعریف و مدح مری والے جو کچھ اس بندے نے کہا تو اسکے لائق ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ اے میرے اللہ! تیرے دیے کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو روکے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور کسی عزت والے کو اسکی عزت تیرے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔



## سجدہ اور اسکا مسنون طریقہ :

پھر آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے کے لئے جھکتے تھے۔ اس وقت رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ اور سجدے کے وقت زمین پر پہلے ہاتھ رکھتے تھے اور بعد میں گھٹنے رکھتے تھے (صحیح ابن خزیمہ، حاکم) اور آپ ﷺ نے حکم بھی اسی طرح دیا ہے (ترمذی) اور کسی بھی حدیث میں اس طرح نہیں آیا کہ آپ ﷺ پہلے گھٹنے رکھتے تھے، اس بارے میں جو حدیث ہے وہ ضعیف ہے۔ یہ ان احادیث کے مقابلہ کی نہیں ہے۔ (فتح الباری، بلوغ المرام، تحفة الاحوذی، نیل الاوطار، سبل السلام) اور سجدے میں ناک اور پیشانی زمین پر رکھتے تھے۔

بعض لوگ پیشانی تو رکھتے ہیں لیکن ناک نہیں رکھتے تو ایسے لوگوں کی نماز نہیں ہوگی (مستدرک حاکم) اور آپ ﷺ سجدے میں پیٹھ سیدھی رکھتے تھے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے تھے اور ہاتھوں کو زمین پر کانوں یا کندھوں کے برابر رکھتے تھے۔ اور انگلیوں کو ملا کر قبلہ کی طرف سیدھی رکھتے تھے، گھٹنے اور پاؤں زمین پر گاڑ دیا کرتے تھے۔ اور پاؤں کی انگلیوں کو نرم رکھ کر قبلہ کے رخ موڑتے تھے (بخاری، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ) اور پاؤں کی دونوں ایڑیوں کو ملاتے تھے (ابن حبان، ابن خزیمہ، حاکم، بیہقی وغیرہ)

## سجدے کی دعائیں :

آپ ﷺ سجدے میں یہ دعا پڑھتے تھے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

ترجمہ : تیرے لئے پاکیزگی ہے اے ہمارے پروردگار! اور تیری ہی تعریف ہے۔ یا اللہ!

مجھے بخش دے۔

اور کبھی یہ دعا پڑھتے تھے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى

یعنی ”پاکیزگی ہے میرے بلند رب کیلئے“

ان کے علاوہ اور دعائیں بھی آپ ﷺ سے منقول ہیں (مشکوٰۃ) وہ تمام مسنون ہیں مگر پہلی دعا افضل ہے کیونکہ آپ اکثری دعا پڑھتے تھے (بخاری و مسلم)

## دونوں سجدوں کے درمیان کی دعائیں :

اس کے بعد آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے اٹھتے اور اس طرح بیٹھتے کہ دائیں پاؤں کو سجدے کی حالت کی طرح کھڑا کرتے اور بائیں پاؤں کو دائیں پاؤں کی طرف موڑ کر پچھاتے اور اس پر بیٹھتے (مشکوٰۃ) اور کبھی دونوں پاؤں کھڑے کر کے اس پر بیٹھتے تھے (مسلم وغیرہ) اور کبھی دونوں پاؤں ایک دوسرے کی طرف پچھا کر بیٹھتے (المن خزیمہ) اور بغیر ہاتھ اٹھائے اٹھ کر بیٹھتے تھے (بخاری و مسلم، دارقطنی، ترمذی، وغیرہ) اور سجدوں میں رفع الیدین کرنے کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ صحیح نہیں ہیں (جزء رفع الیدین للبخاری، کتاب العلل امام احمد بن حنبل وغیرہ) بلکہ صحیح احادیث میں اس کی نفی ہے جس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں ہے اور علی بن ابی طالب کی ترمذی میں اور ابو موسیٰ اشعری کی دارقطنی وغیرہ میں، اس بارے میں مروی ہیں اور بیٹھتے وقت بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو پکڑتے تھے لیکن انگلیاں کھلی ہوتی تھیں اور دائیں ہاتھ کو مٹھی بنا کر دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور شہادت کی انگلی کھلی اور کھڑی رکھتے تھے اور کہتے تھے

کہ یہ شیطان کو لوہے کے ہتھوڑے سے بھی زیادہ سخت لگتی ہے (مسند احمد)

بعض لوگوں نے انگلی کھڑی رکھنے والی سنت کو التحیات والی حالت کے ساتھ

خاص سمجھ لیا ہے مگر اس بارے میں کوئی دلیل وارد نہیں ہے بلکہ روایات میں عموم معلوم ہوتا ہے یعنی آپ ﷺ تمام بیٹھنے والی حالتوں میں انگلی اٹھاتے تھے خواہ التحیات ہو یا نہ ہو (مسلم، بیہقی وغیرہ) انگلی کچھ ٹیڑھی اور جھکی ہوئی ہوتی (نسائی وغیرہ) اور انگلی کو آپ ہلاتے نہیں تھے (نسائی وغیرہ) اور بیٹھتے وقت اپنے بازو کو سیدھے رکھتے تھے (ابوداؤد وغیرہ) اور اس قعدے یعنی بیٹھنے کی حالت میں یہ دعا پڑھتے :

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَاجْبِرْنِيْ وَارْقُضْنِيْ (مشکوٰۃ)  
ترجمہ: اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے عافیت عطاء فرما، مجھے ہدایت عطاء فرما، مجھے رزق عطاء فرما، میرے نقصان کو پورا فرما اور میرے درجات بلند فرما۔

اور کبھی صرف رَبِّيْ اغْفِرْ لِيْ کہتے تھے (مشکوٰۃ) اور اس قعدے کو لمبا کرتے تھے حتیٰ کہ مقتدیوں کو یہ گمان ہو جاتا تھا کہ شاید آپ سجدہ کرنا بھول گئے ہیں (بخاری و مسلم)  
نوٹ: بعض لوگ اطمینان سے بیٹھے بغیر دوسرے سجدے میں چلے جاتے ہیں اس طرح ان کی نماز ہرگز نہیں ہوگی کیونکہ ایسا کرنے والے شخص کو آپ نے دوبارہ تین مرتبہ نماز دھرانے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور پھر اللہ اکبر کہہ کر بغیر رفع الیدین کے دوسرا سجدہ کرتے تھے اور اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بغیر رفع الیدین کے اسی طرح بیٹھتے تھے۔

## جلسہ استراحت :

پہلی اور تیسری رکعت پوری کرنے کے بعد اٹھنے سے پہلے بیٹھنے کو ”جلسہ استراحت“ کہا جاتا ہے۔ یہ آپ کی مشہور سنت ہے اسکا راوی مالک بن الحویرث ہے۔ جس کی حدیث بخاری وغیرہ میں ہے اور دوسرے ابو حمید الساعدی ہیں، جنہوں نے دس صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز اس کی صفات اور ترتیب کیساتھ بیان کی اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انکی تصدیق کی کہ آپ ﷺ واقعی ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔ اس میں بھی اس جلسہ کا ذکر ہے۔ انکی روایت ابو داؤد وغیرہ میں ہے اور آپ نے اس جلسے (بیٹھنے) کا حکم ارشاد فرمایا ہے (بخاری، بیہقی وغیرہ) نیز نماز تسبیح کے بارے میں احادیث میں جو ترتیب مذکور ہے اس میں اس جلسے کا بھی ذکر ہے آپ سے اس جلسے (بیٹھنے) کی کوئی خاص دعا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، البتہ نماز ساری دعا اور قرأت ہے (مسلم وغیرہ) اسی لئے اگر اس جلسے میں قرآن یا حدیث کی مختصر دعا پڑھیں تو کوئی ممانعت نہیں۔ اس جلسے (بیٹھنے) کیساتھ آرام حاصل کرنے کے بعد بغیر تکبیر اور ہاتھ اٹھائے (رفع الیدین کئے) دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر (ٹیک لگاتے ہوئے) دوسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے (بخاری) اسی دستور اور طریقے کے مطابق باقی رکعتیں پوری کرتے تھے فرق صرف اتنا ہے کہ شروع والی دعا صرف پہلی رکعت میں ہی پڑھتے تھے دوسری رکعتوں میں نہیں۔ بلکہ اعوذ باللہ سے شروع کرتے تھے۔

### نوٹ:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ”اعوذ باللہ“ صرف پہلی رکعت کے سوا دوسری رکعتوں میں نہیں پڑھنا چاہیے لیکن یہ فقط خیال ہے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ پڑھنے کی دلیل عام ہے اور اس کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں۔

فمن ادعى خلاف ذلك فعليه البيان بالبرهان۔

### قعدہ اور تشہد:

دور کعتیں پوری کرنے کے بعد دستور کے مطابق بیٹھ کر التحیات پڑھتے تھے۔ الفاظ یہ ہیں

الَّتَحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ أَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَسْلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

ترجمہ: ہر طرح کی زبانی عبادات، بدنی عبادات اور مالی عبادات اللہ کے لئے ہیں۔ اور اے نبی (ﷺ)! آپ پر سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رحلت فرما گئے تب ہم صحابہ کرام ”اَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ“ کے بدلے ”اَسْلَامُ عَلَى النَّبِيِّ“ کہنے لگے (بخاری، ابوعوانہ، ابن ابی شیبہ، بیہقی وغیرہ) اور مصنف عبد الرزاق میں عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ”اَسْلَامُ عَلَى النَّبِيِّ“ کہنے لگے۔ اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے (فتح الباری) نیز حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اور علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری میں اسی طرح مسئلہ بیان کیا ہے۔

اس کے علاوہ بیہقی میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور مؤطا امام مالک وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی التحیات اسی طرح منقول ہے۔ اس دعا کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تمام کی تمام عبادتیں خواہ بدنی ہوں یا مالی، ایک اللہ کیلئے خاص ہیں، رسول اللہ ﷺ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلامتی ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس پہلے قعدے میں التحیات کے علاوہ آپ نے کچھ نہیں پڑھا (مسند اہل یعلیٰ) التحیات پوری کرنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر تیسری رکعت کے لئے اٹھتے تھے اس وقت بھی اسی طرح رفع الیدین کرتے جس طرح آپ ﷺ شروع میں کرتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ابن عمر اور ابو داؤد میں سیدنا علی اور ابو حمید سے روایات مروی ہیں۔

**نوٹ:** الحاصل یہ کہ آپ ﷺ سے رفع الیدین چار مقامات پر ثابت ہے۔ ۱۔ نماز شروع کرتے وقت ۲۔ رکوع کی تکبیر کے وقت ۳۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت ۴۔ تیسری رکعت کیلئے اٹھتے وقت ۔

رفع الیدین ثلاث شد چار جا بشنو از تعصب کن قلب را صفا  
تحریم ہم رکوع و شوی چون مستوی و از رکعتین خیزی سنت نبی ما

**آخری تشہد اور اسکی دعائیں :**

جب تمام رکعتیں پوری کرتے تو سلام پھیرنے کیلئے اسی طرح بیٹھتے تھے صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ آپ سلام پھیرنے والے قعدے (آخری قعدہ) میں بائیں پاؤں پر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ اس کو زمین پر بچھا کر دائیں پاؤں کے نیچے سے نکالتے اور کوہے کو زمین پر ٹیک کر بیٹھتے جسے ”تورک“ کہا جاتا ہے۔ اس سنت کے کتنے ہی مخالف ہیں مگر ابو حمید کی حدیث مبارک میں یہ سنت مذکور ہے جو ابو داؤد وغیرہ میں ہے اس لئے آپ ﷺ سے محبت کرنے والوں کیلئے یہ حدیث کافی ہے، مخالف سنت اس پر عمل کرنے سے روک نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله أجر مائة شهيد ( کتاب الزهد للبيهقي )

جو شخص میری امت میں فساد (بدعت اور جمالت) پیدا ہونے کے وقت میری سنت کو اپنائے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اور کبھی دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر آخری قعدے میں بیٹھتے تھے (ابو داؤد، ابن حبان وغیرہ) اور دایاں پاؤں باہر نکال کر بچھاتے اور بائیں پاؤں کی دائیں ٹانگ کی پنڈلی اور ران کے درمیان رکھتے تھے (مسلم)

### درود شریف :

اس قعدے میں آپ ﷺ التحیات پڑھنے کے بعد درود پڑھتے تھے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ - اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ -

ترجمہ : اے اللہ ! محمد ﷺ اور انکی اولاد پر رحمت نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی ہے بلاشبہ آپ لائق تعریف اور بزرگی والے ہیں ۔ اے اللہ ! محمد ﷺ اور انکی اولاد پر برکتیں نازل فرما جس طرح آپ نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر برکتیں نازل فرمائی ہے بلاشبہ آپ لائق تعریف اور بزرگی والے ہیں۔

اور بعض روایتوں میں ”عَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ“ کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے یعنی ”عَلَى الْعَالَمِيْنَ“ ۔

**نوٹ :** بعض لوگ اس درود میں سیدنا کے الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں حالانکہ یہ الفاظ کسی حدیث میں نہیں ہیں۔



پھر یہ دعائیں پڑھتے تھے۔

1- أَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ -

ترجمہ: تمام کلاموں سے بہتر کلام اللہ کا ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے۔

2- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ -

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

3- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَآْثِمِ وَالْمَغْرَمِ -

ترجمہ: اے اللہ! میں گناہ اور تاوان سے آپکی پناہ طلب کرتا ہوں۔

4- رَبِّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ - اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَقْدَّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخَّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ -

ترجمہ: اے میرے پروردگار! میرے تمام گناہ معاف فرما جو پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو پوشیدہ اور ظاہر کئے اور تو ہی مقدم اور موخر کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

5- رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت کے لئے میری مدد فرما۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ يَا اَللّٰهُ ! بِاَنَّكَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدًا اَنْ تَغْفِرَ لِيْ ذُنُوْبِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ -

(مشکوٰۃ شریف وغیرہ)

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے اسی واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ تو اکیلا اور ایک ہے اور بے نیاز ہے، نہ کسی کو جتا ہے اور نہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ ہی تیرا کوئی ہمسر ثانی ہے، میرے گناہوں کو معاف فرما، بے شک تو ہی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اس کے علاوہ اور بھی دعائیں ہیں جو کہ تمام مسنون ہیں اس وقت میں اپنے جائز مطلب کیلئے بھی دعا مانگی جاسکتی ہے (بخاری و مسلم) بشرطیکہ وہ الفاظ قرآن و حدیث میں مذکور ہوں۔ باقی جو عام دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ بدعت ہیں اس لئے کہ ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ آخر میں آپ نے یہ دعا سکھلائی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَاَرْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (بخاری و مسلم وغیرہ)

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیا ہے، تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں، تو مجھے بخش دے۔ بخش تیرے ہی پاس ہے، مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

سلام:

مذکورہ بالا تمام دعائیں (یا ان میں جو یاد ہو) پڑھنے کے بعد پہلے دائیں پھر بائیں طرف گردن گھما کر سلام پھیرے اور کہے

”اَلْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ“ اور آپ ﷺ کبھی ان الفاظ کیساتھ ”وَبَرَکَاتُہُ“ کا لفظ بھی بڑھاتے تھے۔ جس طرح ابو داؤد میں صحیح حدیث سے ثابت ہے (بلوغ المرام) اور کبھی یہ لفظ صرف دائیں طرف سلام پھیرتے وقت کہتے تھے (ابو داؤد، طبرانی، دارقطنی) اور آپ ساری نماز میں سجدے کی جگہ پر نظر رکھتے تھے (حاکم، بیہقی)

بٹھنے (قعدے) کے وقت تشہد والی انگلی کھڑی ہوئی ہوتی تھی اور اس پر نظر رکھتے تھے  
(احمد، نسائی وغیرہ)

## سلام کے بعد کی دعائیں :

سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ اور مقتدی سب با آواز بلند اللہ اکبر کہتے تھے۔  
(بخاری و نسائی)

اس کے بعد بہت ساری دعائیں پڑھتے تھے ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

1۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں) تین مرتبہ کہتے

اس کے بعد کہتے

2۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

ترجمہ : یا اللہ! تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور تجھ سے ہی سلامتی ملیگی، تو ہم کتوں والا ہے  
اے بزرگی اور عزت والے۔

3۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيتُ وَهُوَ  
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ : اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی  
کیلئے بادشاہی اور اسی کیلئے تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر  
ہے۔

یہ کلمات تین مرتبہ کہنے چاہئیں۔

4۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ  
الْجَدُّ۔

ترجمہ: اے میرے اللہ! تیرے دیے کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس کو تو روکے اسے کوئی دے نہیں سکتا، اور کسی عزت والے کو اسکی عزت تیرے عذاب سے نہیں چھاسکتی۔

5- رَبِّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اپنی ذکر اور شکر اور اچھی عبادت کے لئے میری مدد فرما۔

6- اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجَبَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَزْدِلِ الْعُمْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: یا اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں مٹھلی بزدلی اور ایسی رذیل عمر (جس کے بعد ہوش سلامت نہ رہے) سے اور دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے۔

7- آپ ﷺ نے آیت الکرسی بھی بتلائی ہے (نسائی)

8- اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۳ بار اور اس کے بعد ایک مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح سوپورا کریگا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمایگا، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں (مسلم)

9- اور یہ دعا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے

رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ

ترجمہ: اے میرے پروردگار! جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے اس دن مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔

سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ مقتدیوں کی طرف رخ فرماتے تھے (مسلم) مقتدیوں کی طرف رخ کر کے ان کے آمنے سامنے بیٹھتے تھے (بخاری و مسلم) اسی طرح

آپ ﷺ کبھی دائیں اور کبھی بائیں رخ پھرتے تھے (بخاری و مسلم)۔ بس یہی نماز کی ترتیب اور طریقہ ہے۔

## متفرق مسائل :

رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے، دونوں سجدوں اور دونوں سجدوں کے درمیان اور سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کرنے کا وقفہ تقریباً برابر ہوتے تھے۔

(مسلم وغیرہ)

☆ نماز کے تمام مسائل مرد اور عورت کیلئے یکساں ہیں، کیونکہ دلائل عام ہیں اور کسی بھی حدیث میں فرق کا ذکر نہیں۔

☆ مقتدیوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ امام سے پہلے نہ کریں بلکہ امام کی اقتداء میں ایک ایک رکن ادا کریں (مسلم)

☆ امام جب سجدے کیلئے جھک جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ اس وقت تک سجدے میں نہ جائے جب تک امام مکمل طور پر سجدہ نہ کر لے (بخاری وغیرہ)

☆ اگر امام کوئی سنت چھوڑ جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ سنتیں مکمل طور پر ادا کرے اور اس ترک سنت میں امام کی پیروی نہ کرے (بخاری)

☆ امام کو چاہیے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے کم از کم تین مرتبہ پچھلی صفوں کو سیدھا کرنے کیلئے کہے (نسائی) صفوں کو پہلے سیدھا کرنے کی تاکید آئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

استووا ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم (مسلم)

ترجمہ: برابر ہو جاؤ آگے پیچھے کھڑے نہ ہوں، ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا

ہو جائیگا۔

رسول کریم ﷺ نے کتنا سچ فرمایا ہم میں اسی وجہ سے اختلاف و افتراق پیدا ہوا ہے صدق الصادق المصدق ﷺ۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ”و سدوا الخلل“ (مسند احمد) یعنی ایک دوسرے کیساتھ ٹل کر خلا (خالی جگہ) پر کرو۔ اور آپ نے فرمایا: ومن وصل صفا وصلہ اللہ ومن قطع صفا قطعہ اللہ (ابوداؤد، نسائی) یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنے ساتھ ملائے گا جو صف کو ملائے گا (یعنی جو صف کے درمیان خلا نہیں چھوڑے گا) اور جو صف کو توڑے گا اللہ اسے اپنے سے توڑ دیگا۔

اور آپ کے زمانے میں صحابہ کرام صف میں ایک دوسرے کیساتھ کندھے سے کندھا اور ایڑی کیساتھ ایڑی ملا کر کھڑے ہوتے تھے (بخاری) نیز اکیلے آدمی کو صف کے پیچھے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے اور ایسے شخص کو نماز دھرانے کا حکم دیا ہے۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان)

جس کو رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ہے اس کیلئے اسی قدر کافی اور شافی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو سنت کا پیروکار بنائے۔ آمین۔

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

## وتر کا طریقہ

سو وتر کے متعلق عرض ہے کہ اس بارے میں پہلے ایک جامع رسالہ ”رفع الستر من احکام الوتر“ کے نام سے لکھ چکے ہیں جس میں ہم وتر کے تمام مسائل علی سبیل التفصیل بیان کر چکے ہیں مگر یہاں مسائل کی تسلی کے لئے فقط اس رسالے میں سے چند ضروری مسائل علی سبیل الاختصار نقل کرتے ہیں۔

### رکعات کی تعداد اور ترتیب

معلوم ہونا چاہیے کہ وتر کی رکعات کے متعلق اختلاف ہے مگر حدیث مبارکہ سے ایک رکعت بھی ثابت ہے۔

فقد أخرج البخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کان النبی ﷺ یصلی من اللیل مثنی مثنی و یوتر برکعة  
ترجمہ: بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات کو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے اور ایک وتر پڑھتے تھے۔

اور افضل بھی ایک ہی رکعت ہے کیونکہ اس بارے میں زیادہ احادیث ہیں جو کہ مذکورہ رسالے میں لکھی ہوئی ہیں اور تین رکعتیں بھی ثابت ہیں۔ جس کی ترتیب یہ ہے۔ یا تو دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر کر اٹھ کر تیسری رکعت ادا کی جائے، جس طرح امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے، کہتے ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ یفصل بین الشفع و الوتر بتسلیم یسمعنا  
ترجمہ: رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان سلام کہتے تھے



جو کہ ہمیں سنائی دیتا تھا۔

اور مسند احمد میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح کی روایت منقول ہے۔ یا پھر مسلسل تینوں رکعتیں اکٹھی پڑھی جائیں اور بیچ میں سلام نہ کہا جائے اور نہ ہی التحیات کیلئے بیٹھا جائے جس طرح امام حاکم نے کتاب مستدرک میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ

كان رسول الله ﷺ يوتر بثلاث لا يقعد الا في آخرهن

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ وتر کی تینوں رکعتوں میں آخری رکعت سے قبل التحیات کیلئے نہیں بیٹھتے تھے۔

باقی جیسا کہ عام طور پر مغرب کی نماز کی طرح دو رکعتیں پڑھ کر التحیات کے لئے بیٹھتے ہیں اور پھر سلام پھیرے بغیر تیسری رکعت اٹھ کر پڑھتے ہیں سو یہ طریقہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کی ممانعت آئی ہے جس طرح امام بیہقی نے اپنی کتاب سنن الکبریٰ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ

قال رسول الله ﷺ لا توتروا بثلاث تشبهوا الصلاة المغرب

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر کی تین رکعتیں مغرب کی نماز کی طرح نہ پڑھا کرو۔

اور مصنف عبد الرزاق میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان رسول الله ﷺ قال الوتر حق وليس كالمغرب

ترجمہ: پیغمبر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر برحق ہے اور مغرب کی نماز کی مانند نہیں ہے۔

بس جس کو اللہ اور رسول ﷺ سے سچی محبت ہے اس کے لئے یہ حدیث شریف

کافی ہے۔ باقی ضد اور عناد کا فیصلہ اللہ اعلم الحاکمین کے پاس ہی ہوگا۔

اور وتر پانچ رکعتیں بھی ثابت ہیں

فقد أخرج البخاری و مسلم عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة يوتر بذلك بخمس لا يجلس في شيء الا في آخرهن۔

ترجمہ: بخاری و مسلم میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پانچ رکعتیں وتر اس طرح پڑھتے تھے کہ درمیان میں کسی بھی رکعت میں (الحتیات کیلئے) بالکل نہیں بیٹھتے تھے بلکہ پانچ رکعتیں پوری کر کے پھر سلام کیلئے بیٹھتے تھے۔ اور ان سے زیادہ رکعتیں بھی ثابت ہیں

فقد أخرج ابو داؤد عن عبد الله بن قيس قال سألت عائشة بكم كان رسول الله ﷺ يوتر قالت كان يوتر بأربع و ثلاث و ست و ثلاث و ثمان و ثلاث و عشرة و ثلاث (الحديث)

ترجمہ: ابو داؤد میں عبد اللہ بن قیس سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعتیں وتر کی پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ سات رکعتیں، نو رکعتیں، گیارہ رکعتیں اور تیرہ رکعتیں بھی پڑھتے تھے۔

سات رکعتیں پڑھنے کے دو طریقے ہیں۔ یا تو ساتوں رکعتیں اکٹھی پڑھے، درمیان میں قعدہ نہ کرے اور آخر میں قعدہ کر کے سلام پھیرے۔ یا پھر چھ رکعتیں ادا کرنے کے بعد قعدہ کر کے الحتیات پڑھے اور بغیر سلام پھیرے ساتویں رکعت پڑھ کر پھر قعدہ بیٹھے اور سلام پھیرے (نسائی وغیرہ) اور نو رکعت وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ آٹھ رکعتیں ادا کر کے قعدہ بیٹھ کر پھر نویں رکعت مکمل کرے، پھر سلام پھیرے۔ جس طرح مسلم شریف میں اس بارے میں حدیث مبارکہ آئی ہے۔ باقی تیرہ رکعتوں سے زیادہ

ثابت نہیں ہے اور جو کہتے ہیں کہ تین رکعتوں سے زیادہ یا کم نہیں پڑھنی چاہیے تو یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث ان کی مکمل تردید کرتی ہے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے حکم آنے کے بعد کسی کا حکم معتبر نہیں ہے۔ اذا جاء نهر الله بطل نهر معقل

## دعائے قنوت کا مسئلہ :

عام طور پر جو دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، سو کسی بھی صحیح حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ معتبر روایات میں جو دعائے قنوت کے الفاظ ثابت ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِىْمَنْ هَدَيْتَ وَ عَافِنِيْ فِىْمَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَكَّلْنِيْ فِىْمَنْ تَوَكَّلْتَ وَ بَارِكْ لِيْ فِىْمَا اَعْطَيْتَ وَ قِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِىْ وَ لَا يُفْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَاَلَيْتَ وَ لَا يَعْزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ - وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ - (ترمذی، نسائی، حاکم، بیہقی، طبرانی)

ترجمہ : اے اللہ! اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں مجھے بھی ہدایت فرما، اور عافیت شدہ میں مجھے عافیت دے، اور دوستی والوں میں سے دوست بنا، اور جو کچھ مجھے دیا ہے اس میں برکت نازل فرما، اور نقصان اور برائی کے متعلق تیرے جو فیصلے ہیں ان سے مجھے بچا، کیونکہ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اور تیرے فیصلے پر کسی کا فیصلہ نہیں چلتا۔ بیشک جن کو تو دوست بناتا ہے ان کو کوئی ذلیل نہیں کر سکتا اور جن کو تو ذلیل کر دے ان کو کوئی عزت نہیں دے سکتا تو ہی بابرکت ذات ہے۔ اے میرے پروردگار! تیری عظمت بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما۔

اور ابن ماجہ کی ایک حدیث میں یہ دعا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ مَعَاْفَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءَ عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَنْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

ترجمہ : یا اللہ! تیری رضا کیساتھ تیرے غصے سے، اور تیری معافی کیساتھ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں، اور تیرے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں آپ کی شمار نہیں کر سکتا آپ ویسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے اپنی تعریف کی ہے۔

دعائے قنوت آخری رکعت میں رکوع سے پہلے اور بعد میں دونوں طرح آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ (بخاری، نسائی وغیرہ) اور رکوع کے بعد والی روایت زیادہ ہیں اسی لئے اس کو ترجیح ہے (بیہقی) وتر میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا یا اللہ اکبر کہنا بدعت ہے۔ کیونکہ کسی بھی حدیث میں ان دونوں کاموں کا ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ کسی صحابی سے بھی اس وقت ہاتھ اٹھانا صحیح سند سے ثابت نہیں ہے بلکہ ہاتھ اٹھانے والے قنوت نازلہ میں ہاتھ اٹھانے پر قیاس کرتے ہیں جیسا کہ خود امام احمد بن حنبل نے تسلیم کیا ہے (مختصر قیام اللیل للرموزی) باقی کسی امتی کے کہنے کی بنا پر دو جہانوں کے سردار رسول اللہ ﷺ کے دین میں کوئی بات نہیں بڑھائی جائیگی، اگرچہ وہ دیکھنے میں کتنی ہی اچھی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ حقیقتاً بری سے بری ہے۔ کیونکہ اگر وہ اچھی ہوتی تو آپ ﷺ ہر گز ہم سے نہ چھپاتے۔ اس لئے کہ وہ خیانت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے پاک رکھا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وتر کے دوسرے مسائل مذکورہ رسالے میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک (آمین)

## نقشہ تعداد رکعات (از محمد افضل خلیل احمد لائبریری)

نمبر شمار	نام نماز	سنت پہلے	فرض	سنت بعدی	ملاحظات
۱	فجر	2	2	×	فجر ۱۔ جب اقامت ہو جائے تو سنت، نفل نہیں پڑھتے چاہے بیچ کی سنت ہو سلام پھیری اور فرض نماز میں شامل ہو جائے قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد (وَأَقِمُوا صَلاَتَ الْحَرْامِ) سورة البقرة آیت نمبر 43 اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جماعت میں شامل ہو جائیں نیز بیچ مسلم ج ۱ صفحہ نمبر 47 میں حدیث ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال إِذَا أَقِمْتَ الصَّلَاةَ فَلَا صَلَوةَ إِلَّا لَكَ اللَّهُمَّ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ دوسری کوئی نماز نہیں ہوتی۔ نمبر 2۔ بیچ کی سنت پہلے نہیں پڑھ سکے تو فرض نماز پڑھا سے فارغ ہو کر پڑھ لیں (بیچیں حدیث میں ہے کہ ہر نماز کے بیچ ابن عمر رضی عنہما ج 2 ص 64 کی صحیح ابن حبان ج 4 ص 82 مشروع حاکم ج 1 ص 274۔ نمبر 3۔ : خطبہ جو کہ دورانِ بیچیں تو دو رکعت پڑھ کر بیچہ جائیں (عن جابر رضی اللہ عنہ بیچ مسلم دو رکعت نماز عشاء نمبر 4۔ : عشاء کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے عن عائشہ بن مقلل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کل اذانین صلوۃ میں کل اذانین صلوۃ، میں کل اذانین صلوۃ لمن شأله (سنن نسائی 78/1 حدیث نمبر 682 کتاب الاذان الصلوۃ بن الاذان والاقامة۔) نمبر 5۔ : نماز کوفہ و خجوند میں 2 یا زیادہ رکوع کی صورت میں سر رکعت میں پہلے دو رکعت کے بعد قیام کی صورت اختیار کریں اور قلات آگے سے شروع کر دیں سر رکعت دو رکعت سے پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ نمبر 6۔ : نماز بیچ قیام میں قلوت سے فارغ ہو کر پندرہ یا دو رکوع میں تسبیحات سے فارغ ہو کر دس یا دو رکوع سے اتحاد کرسن و عباد پڑھ کر دس یا کسبہ میں تسبیحات کے بعد دس یا سجود سے سرائف کر بیچہ میں ستر دن ستر دن ستر دن ستر دن ستر دن پھر دوسرے ستر دن میں یا دس ستر دن سے سرائف کر بیچیں اور دس یا پڑھیں بیچہ اللہ و الحمد لله ولا اله الا الله و لا اله الا الله
۲	ظہر	4 یا 2	4	4 یا 2	×
۳	عصر	4 یا 2	4	×	×
۴	مغرب	2	3	2	2
۵	عشاء	2	4	2	2 (دفعہ 1 و 2 و 3 و 4 و 5 و 6 و 7 و 8 و 9 و 10 و 11 و 12 و 13 و 14 و 15 و 16 و 17 و 18 و 19 و 20 و 21 و 22 و 23 و 24 و 25 و 26 و 27 و 28 و 29 و 30 و 31 و 32 و 33 و 34 و 35 و 36 و 37 و 38 و 39 و 40 و 41 و 42 و 43 و 44 و 45 و 46 و 47 و 48 و 49 و 50 و 51 و 52 و 53 و 54 و 55 و 56 و 57 و 58 و 59 و 60 و 61 و 62 و 63 و 64 و 65 و 66 و 67 و 68 و 69 و 70 و 71 و 72 و 73 و 74 و 75 و 76 و 77 و 78 و 79 و 80 و 81 و 82 و 83 و 84 و 85 و 86 و 87 و 88 و 89 و 90 و 91 و 92 و 93 و 94 و 95 و 96 و 97 و 98 و 99 و 100 و 101 و 102 و 103 و 104 و 105 و 106 و 107 و 108 و 109 و 110 و 111 و 112 و 113 و 114 و 115 و 116 و 117 و 118 و 119 و 120 و 121 و 122 و 123 و 124 و 125 و 126 و 127 و 128 و 129 و 130 و 131 و 132 و 133 و 134 و 135 و 136 و 137 و 138 و 139 و 140 و 141 و 142 و 143 و 144 و 145 و 146 و 147 و 148 و 149 و 150 و 151 و 152 و 153 و 154 و 155 و 156 و 157 و 158 و 159 و 160 و 161 و 162 و 163 و 164 و 165 و 166 و 167 و 168 و 169 و 170 و 171 و 172 و 173 و 174 و 175 و 176 و 177 و 178 و 179 و 180 و 181 و 182 و 183 و 184 و 185 و 186 و 187 و 188 و 189 و 190 و 191 و 192 و 193 و 194 و 195 و 196 و 197 و 198 و 199 و 200 و 201 و 202 و 203 و 204 و 205 و 206 و 207 و 208 و 209 و 210 و 211 و 212 و 213 و 214 و 215 و 216 و 217 و 218 و 219 و 220 و 221 و 222 و 223 و 224 و 225 و 226 و 227 و 228 و 229 و 230 و 231 و 232 و 233 و 234 و 235 و 236 و 237 و 238 و 239 و 240 و 241 و 242 و 243 و 244 و 245 و 246 و 247 و 248 و 249 و 250 و 251 و 252 و 253 و 254 و 255 و 256 و 257 و 258 و 259 و 260 و 261 و 262 و 263 و 264 و 265 و 266 و 267 و 268 و 269 و 270 و 271 و 272 و 273 و 274 و 275 و 276 و 277 و 278 و 279 و 280 و 281 و 282 و 283 و 284 و 285 و 286 و 287 و 288 و 289 و 290 و 291 و 292 و 293 و 294 و 295 و 296 و 297 و 298 و 299 و 300 و 301 و 302 و 303 و 304 و 305 و 306 و 307 و 308 و 309 و 310 و 311 و 312 و 313 و 314 و 315 و 316 و 317 و 318 و 319 و 320 و 321 و 322 و 323 و 324 و 325 و 326 و 327 و 328 و 329 و 330 و 331 و 332 و 333 و 334 و 335 و 336 و 337 و 338 و 339 و 340 و 341 و 342 و 343 و 344 و 345 و 346 و 347 و 348 و 349 و 350 و 351 و 352 و 353 و 354 و 355 و 356 و 357 و 358 و 359 و 360 و 361 و 362 و 363 و 364 و 365 و 366 و 367 و 368 و 369 و 370 و 371 و 372 و 373 و 374 و 375 و 376 و 377 و 378 و 379 و 380 و 381 و 382 و 383 و 384 و 385 و 386 و 387 و 388 و 389 و 390 و 391 و 392 و 393 و 394 و 395 و 396 و 397 و 398 و 399 و 400 و 401 و 402 و 403 و 404 و 405 و 406 و 407 و 408 و 409 و 410 و 411 و 412 و 413 و 414 و 415 و 416 و 417 و 418 و 419 و 420 و 421 و 422 و 423 و 424 و 425 و 426 و 427 و 428 و 429 و 430 و 431 و 432 و 433 و 434 و 435 و 436 و 437 و 438 و 439 و 440 و 441 و 442 و 443 و 444 و 445 و 446 و 447 و 448 و 449 و 450 و 451 و 452 و 453 و 454 و 455 و 456 و 457 و 458 و 459 و 460 و 461 و 462 و 463 و 464 و 465 و 466 و 467 و 468 و 469 و 470 و 471 و 472 و 473 و 474 و 475 و 476 و 477 و 478 و 479 و 480 و 481 و 482 و 483 و 484 و 485 و 486 و 487 و 488 و 489 و 490 و 491 و 492 و 493 و 494 و 495 و 496 و 497 و 498 و 499 و 500 و 501 و 502 و 503 و 504 و 505 و 506 و 507 و 508 و 509 و 510 و 511 و 512 و 513 و 514 و 515 و 516 و 517 و 518 و 519 و 520 و 521 و 522 و 523 و 524 و 525 و 526 و 527 و 528 و 529 و 530 و 531 و 532 و 533 و 534 و 535 و 536 و 537 و 538 و 539 و 540 و 541 و 542 و 543 و 544 و 545 و 546 و 547 و 548 و 549 و 550 و 551 و 552 و 553 و 554 و 555 و 556 و 557 و 558 و 559 و 560 و 561 و 562 و 563 و 564 و 565 و 566 و 567 و 568 و 569 و 570 و 571 و 572 و 573 و 574 و 575 و 576 و 577 و 578 و 579 و 580 و 581 و 582 و 583 و 584 و 585 و 586 و 587 و 588 و 589 و 590 و 591 و 592 و 593 و 594 و 595 و 596 و 597 و 598 و 599 و 600 و 601 و 602 و 603 و 604 و 605 و 606 و 607 و 608 و 609 و 610 و 611 و 612 و 613 و 614 و 615 و 616 و 617 و 618 و 619 و 620 و 621 و 622 و 623 و 624 و 625 و 626 و 627 و 628 و 629 و 630 و 631 و 632 و 633 و 634 و 635 و 636 و 637 و 638 و 639 و 640 و 641 و 642 و 643 و 644 و 645 و 646 و 647 و 648 و 649 و 650 و 651 و 652 و 653 و 654 و 655 و 656 و 657 و 658 و 659 و 660 و 661 و 662 و 663 و 664 و 665 و 666 و 667 و 668 و 669 و 670 و 671 و 672 و 673 و 674 و 675 و 676 و 677 و 678 و 679 و 680 و 681 و 682 و 683 و 684 و 685 و 686 و 687 و 688 و 689 و 690 و 691 و 692 و 693 و 694 و 695 و 696 و 697 و 698 و 699 و 700 و 701 و 702 و 703 و 704 و 705 و 706 و 707 و 708 و 709 و 710 و 711 و 712 و 713 و 714 و 715 و 716 و 717 و 718 و 719 و 720 و 721 و 722 و 723 و 724 و 725 و 726 و 727 و 728 و 729 و 730 و 731 و 732 و 733 و 734 و 735 و 736 و 737 و 738 و 739 و 740 و 741 و 742 و 743 و 744 و 745 و 746 و 747 و 748 و 749 و 750 و 751 و 752 و 753 و 754 و 755 و 756 و 757 و 758 و 759 و 760 و 761 و 762 و 763 و 764 و 765 و 766 و 767 و 768 و 769 و 770 و 771 و 772 و 773 و 774 و 775 و 776 و 777 و 778 و 779 و 780 و 781 و 782 و 783 و 784 و 785 و 786 و 787 و 788 و 789 و 790 و 791 و 792 و 793 و 794 و 795 و 796 و 797 و 798 و 799 و 800 و 801 و 802 و 803 و 804 و 805 و 806 و 807 و 808 و 809 و 810 و 811 و 812 و 813 و 814 و 815 و 816 و 817 و 818 و 819 و 820 و 821 و 822 و 823 و 824 و 825 و 826 و 827 و 828 و 829 و 830 و 831 و 832 و 833 و 834 و 835 و 836 و 837 و 838 و 839 و 840 و 841 و 842 و 843 و 844 و 845 و 846 و 847 و 848 و 849 و 850 و 851 و 852 و 853 و 854 و 855 و 856 و 857 و 858 و 859 و 860 و 861 و 862 و 863 و 864 و 865 و 866 و 867 و 868 و 869 و 870 و 871 و 872 و 873 و 874 و 875 و 876 و 877 و 878 و 879 و 880 و 881 و 882 و 883 و 884 و 885 و 886 و 887 و 888 و 889 و 890 و 891 و 892 و 893 و 894 و 895 و 896 و 897 و 898 و 899 و 900 و 901 و 902 و 903 و 904 و 905 و 906 و 907 و 908 و 909 و 910 و 911 و 912 و 913 و 914 و 915 و 916 و 917 و 918 و 919 و 920 و 921 و 922 و 923 و 924 و 925 و 926 و 927 و 928 و 929 و 930 و 931 و 932 و 933 و 934 و 935 و 936 و 937 و 938 و 939 و 940 و 941 و 942 و 943 و 944 و 945 و 946 و 947 و 948 و 949 و 950 و 951 و 952 و 953 و 954 و 955 و 956 و 957 و 958 و 959 و 960 و 961 و 962 و 963 و 964 و 965 و 966 و 967 و 968 و 969 و 970 و 971 و 972 و 973 و 974 و 975 و 976 و 977 و 978 و 979 و 980 و 981 و 982 و 983 و 984 و 985 و 986 و 987 و 988 و 989 و 990 و 991 و 992 و 993 و 994 و 995 و 996 و 997 و 998 و 999 و 1000 و 1001 و 1002 و 1003 و 1004 و 1005 و 1006 و 1007 و 1008 و 1009 و 1010 و 1011 و 1012 و 1013 و 1014 و 1015 و 1016 و 1017 و 1018 و 1019 و 1020 و 1021 و 1022 و 1023 و 1024 و 1025 و 1026 و 1027 و 1028 و 1029 و 1030 و 1031 و 1032 و 1033 و 1034 و 1035 و 1036 و 1037 و 1038 و 1039 و 1040 و 1041 و 1042 و 1043 و 1044 و 1045 و 1046 و 1047 و 1048 و 1049 و 1050 و 1051 و 1052 و 1053 و 1054 و 1055 و 1056 و 1057 و 1058 و 1059 و 1060 و 1061 و 1062 و 1063 و 1064 و 1065 و 1066 و 1067 و 1068 و 1069 و 1070 و 1071 و 1072 و 1073 و 1074 و 1075 و 1076 و 1077 و 1078 و 1079 و 1080 و 1081 و 1082 و 1083 و 1084 و 1085 و 1086 و 1087 و 1088 و 1089 و 1090 و 1091 و 1092 و 1093 و 1094 و 1095 و 1096 و 1097 و 1098 و 1099 و 1100 و 1101 و 1102 و 1103 و 1104 و 1105 و 1106 و 1107 و 1108 و 1109 و 1110 و 1111 و 1112 و 1113 و 1114 و 1115 و 1116 و 1117 و 1118 و 1119 و 1120 و 1121 و 1122 و 1123 و 1124 و 1125 و 1126 و 1127 و 1128 و 1129 و 1130 و 1131 و 1132 و 1133 و 1134 و 1135 و 1136 و 1137 و 1138 و 1139 و 1140 و 1141 و 1142 و 1143 و 1144 و 1145 و 1146 و 1147 و 1148 و 1149 و 1150 و 1151 و 1152 و 1153 و 1154 و 1155 و 1156 و 1157 و 1158 و 1159 و 1160 و 1161 و 1162 و 1163 و 1164 و 1165 و 1166 و 1167 و 1168 و 1169 و 1170 و 1171 و 1172 و 1173 و 1174 و 1175 و 1176 و 1177 و 1178 و 1179 و 1180 و 1181 و 1182 و 1183 و 1184 و 1185 و 1186 و 1187 و 1188 و 1189 و 1190 و 1191 و 1192 و 1193 و 1194 و 1195 و 1196 و 1197 و 1198 و 1199 و 1200 و 1201 و 1202 و 1203 و 1204 و 1205 و 1206 و 1207 و 1208 و 1209 و 1210 و 1211 و 1212 و 1213 و 1214 و 1215 و 1216 و 1217 و 1218 و 1219 و 1220 و 1221 و 1222 و 1223 و 1224 و 1225 و 1226 و 1227 و 1228 و 1229 و 1230 و 1231 و 1232 و 1233 و 1234 و 1235 و 1236 و 1237 و 1238 و 1239 و 1240 و 1241 و 1242 و 1243 و 1244 و 1245 و 1246 و 1247 و 1248 و 1249 و 1250 و 1251 و 1252 و 1253 و 1254 و 1255 و 1256 و 1257 و 1258 و 1259 و 1260 و 1261 و 1262 و 1263 و 1264 و 1265 و 1266 و 1267 و 1268 و 1269 و 1270 و 1271 و 1272 و 1273 و 1274 و 1275 و 1276 و 1277 و 1278 و 1279 و 1280 و 1281 و 1282 و 1283 و 1284 و 1285 و 1286 و 1287 و 1288 و 1289 و 1290 و 1291 و 1292 و 1293 و 1294 و 1295 و 1296 و 1297 و 1298 و 1299 و 1300 و 1301 و 1302 و 1303 و 1304 و 1305 و 1306 و 1307 و 1308 و 1309 و 1310 و 1311 و 1312 و 1313 و 1314 و 1315 و 1316 و 1317 و 1318 و 1319 و 1320 و 1321 و 1322 و 1323 و 1324 و 1325 و 1326 و 1327 و 1328 و 1329 و 1330 و 1331 و 1332 و 1333 و 1334 و 1335 و 1336 و 1337 و 1338 و 1339 و 1340 و 1341 و 1342 و 1343 و 1344 و 1345 و 1346 و 1347 و 1348 و 1349 و 1350 و 1351 و 1352 و 1353 و 1354 و 1355 و 1356 و 1357 و 1358 و 1359 و 1360 و 1361 و 1362 و 1363 و 1364 و 1365 و 1366 و 1367 و 1368 و 1369 و 1370 و 1371 و 1372 و 1373 و 1374 و 1375 و 1376 و 1377 و 1378 و 1379 و 1380 و 1381 و 1382 و 1383 و 1384 و 1385 و 1386 و 1387 و 1388 و 1389 و 1390 و 1391 و 1392 و 1393 و 1394 و 1395 و 1396 و 1397 و 1398 و 1399 و 1400 و 1401 و 1402 و 1403 و 1404 و 1405 و 1406 و 1407 و 1408 و 1409 و 1410 و 1411 و 1412 و 1413 و 1414 و 1415 و 1416 و 1417 و 1418 و 1419 و 1420 و 1421 و 1422 و 1423 و 1424 و 1425 و 1426 و 1427 و 1428 و 1429 و 1430 و 1431 و 1432 و 1433 و 1434 و 1435 و 1436 و 1437 و 1438 و 1439 و 1440 و 1441 و 1442 و 1443 و 1444 و 1445 و 1446 و 1447 و 1448 و 1449 و 1450 و 1451 و 1452 و 1453 و 1454 و 1455 و 1456 و 1457 و 1458 و 1459 و 1460 و 1461 و 1462 و 1463 و 1464 و 1465 و 1466 و 1467 و 1468 و 1469 و 1470 و 1471 و 1472 و 1473 و 1474 و 1475 و 1476 و 1477 و 1478 و 1479 و 1480 و 1481 و 1482 و 1483 و 1484 و 1485 و 1486 و 1487 و 1488 و 1489 و 1490 و 1491 و 1492 و 1493 و 1494 و 1495 و 1496 و 1497 و 1498 و 1499 و 1500 و 1501 و 1502 و 1503 و 1504 و 1505 و 1506 و 1507 و 1508 و 1509 و 1510 و 1511 و 1512 و 1513 و 1514 و 1515 و 1516 و 1517 و 1518 و 1519 و 1520 و 1521 و 1522 و 1523 و 1524 و 1525 و 1526 و 1527 و 1528 و 1529 و 1530 و 1531 و 1532 و 1533 و 1534 و 1535 و 1536 و 1537 و 1538 و 1539 و 1540 و 1541 و 1542 و 1543 و 1544 و 1545 و 1546 و 1547 و 1548 و 1549 و 1550 و 1551 و 1552 و 1553 و 1554 و 1555 و 1556 و 1557 و 1558 و 1559 و 1560 و 1561 و 1562 و 1563 و 1564 و 1565 و 1566 و 1567 و 1568 و 1569 و 1570 و 1571 و 1572 و 1573 و 1574 و 1575 و 1576 و 1577 و 1578 و 1579 و 1580 و 1581 و 1582 و 1583 و 1584 و 1585 و 1586 و 1587 و 1588 و 1589 و 1590 و 1591 و 1592 و 1593 و 1594 و 1595 و 1596 و 1597 و 1598 و 1599 و 1600 و 1601 و 1602 و 1603 و 1604 و 1605 و 1606 و 1607 و 1608 و 1609 و 1610 و 1611 و 1612 و 1613 و 1614 و 1615 و 1616 و 1617 و 1618 و 1619 و 1620 و 1621 و 1622 و 1623 و 1624 و 1625 و 1626 و 1627 و 1628 و 1629 و 1630 و 1631 و 1632 و 1633 و 1634 و 1635 و 1636 و 1637 و 1638 و 1639 و 1640 و 1641 و 1642 و 1643 و 1644 و 1645 و 1646 و 1647 و 1648 و 1649 و 1650 و 1651 و 1652 و 1653 و 1654 و 1655 و 1656 و 1657 و 1658 و 1659 و 1660 و 1661 و 1662 و 1663 و 1664 و 1665 و 1666 و 1667 و 1668 و 1669 و 1670 و 1671 و 1672 و 1673 و 1674 و 1675 و 1676 و 1677 و 1678 و 1679 و 1680 و 1681 و 1682 و 1683 و 1684 و 1685 و 1686 و 1687 و 1688 و 1689 و 1690 و 1691 و 1692 و 1693 و 1694 و 1695 و 1696 و 1697 و 1698 و 1699 و 1700 و 1701 و 1702 و 1703 و 1704 و 1705 و 1706 و 1707 و 1708 و 1709 و 1710 و 1711 و 1712 و 1713 و 1714 و 1715 و 1716 و 1717 و 1718 و 1719 و 1720 و 1721 و 1722 و 1723 و 1724 و 1725 و 1726 و 1727 و 1728 و 1729 و 1730 و 1731 و 1732 و 1733 و 1734 و 1735 و 1736 و 1737 و 1738 و 1739 و 1740 و 1741 و 1742 و 1743 و 1744 و 1745 و 1746 و 1747 و 1748 و 1749 و 1750 و 1751 و 1752 و 1753 و 1754 و 1755 و 1756 و 1757 و 1758 و 1759 و 1760 و 1761 و 1762 و 1763 و 1764 و 1765 و 1766 و 1767 و 1768 و 1769 و 1770 و 1771 و 1772 و 1773 و 1774 و 1775 و 1776 و 1777 و 1778 و 1779 و 1780 و 1781 و 1782 و 1783 و 1784 و 1785 و 1786 و 1787 و 1788 و 1789 و 1790 و 1791 و 1792 و 1793 و 1794 و 1795 و 1796 و 1797 و 1798 و 1799 و 1800 و 1801 و 1802 و 1803 و 1804 و 1805 و 1806 و 1807 و 1808 و 1809 و 1810 و 1811 و 1812 و 1813 و 1814 و 1815 و 1816 و 1817 و 1818 و 1819 و 1820 و 1821 و 1822 و 1823 و 1824 و 1825 و 1826 و 1827 و 1828 و 1829 و 1830 و 1831 و 1832 و 1833 و 1834 و 1835 و 1836 و 1837 و 1838 و 1839 و 1840 و 1841 و 1842 و 1843 و 1844 و 1845 و 1846 و 1847 و 1848 و 1849 و 1850 و 1851 و 1852 و 1853 و 1854 و 1855 و 1856 و 1857 و 1858 و 1859 و 1860 و 1861 و 1862 و 1863 و 1864 و 1865 و 1866 و 1867 و 1868 و 1869 و 1870 و 1871 و 1872 و 1873 و 1874 و 1875 و 1876 و 1877 و 1878 و 1879 و 1880 و 1881 و 1882 و 1883 و 1884 و 1885 و 1886 و 1887 و 1888 و 1889 و 1890 و 1891 و 1892 و 1893 و 1894 و 1895 و 1896 و 1897 و 1898 و 1899 و 1900 و 1901 و 1902 و 1903 و 1904 و 1905 و 1906 و 1907 و 1908 و 1909 و 1910 و 1911 و 1912 و 1913 و 1914 و 1915 و 1916 و 1917 و 1918 و 1919 و 1920 و 1921 و 1922 و 1923 و 1924 و 1925 و 1926 و 1927 و 1928 و 1929 و 1930 و 1931 و 1932 و 1933 و 1934 و 1935 و 1936 و 1937 و 1938 و 1939 و 1940 و 1941 و 1942 و 1943 و 1944 و 1945 و 1946 و 1947 و 1948 و 1949 و 1950 و 1951 و 1952 و 1953 و 1954 و 1955 و 1956 و 1957 و 1958 و 1959 و 1960 و 1961 و 1962 و 1963 و 1964 و 1965 و 1966 و 1967 و 1968 و 1969 و 1970 و 1971 و 1972 و 1973 و 1974 و 1975 و 1976 و 1977 و 1978 و 1979 و 1980 و 1981 و 1982 و 1983 و 1984 و 1985 و 1986 و 1987 و 1988 و 1989 و 1990 و 1991 و 1992 و 1993 و 1994 و 1995 و 1996 و 1997 و 1998 و 1999 و 2000 و 2001 و 2002 و 2003 و 2004 و 2005 و 2006 و 2007 و 2008 و 2009 و 2010 و 2011 و 2012 و 2013 و 2014 و 2015 و 2016 و 2017 و 2018 و 2019 و 2020 و 2021 و 2022 و 2023 و 2024 و 2025 و 2026 و 2027 و 2028 و 2029 و 2030 و 2031 و 2032 و 2033 و 2034 و 2035 و 2036 و 2037 و 2038 و 2039 و 2040 و 2041 و 2042 و 2043 و 2044 و 2045 و 2046 و 2047 و 2048 و 2049 و 2050 و 2051 و 2052 و 2053 و 2054 و 2055 و 2056 و 2

## جمعیت اہل حدیث سندھ (کراچی ڈویژن) کی مطبوعات

- ۱۔ حقوق العباد علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۲۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی حیثیت علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۳۔ اللہ کا سہارا مضبوط علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۴۔ براۃ اہل حدیث علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۵۔ ناز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنت سے محبت کرنے والوں کیلئے تحفہ علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۶۔ حق و باطل عوام کی عدالت میں علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۷۔ زیادہ الخشوع رکوع کے بعد ہاتھ کہاں رکھے علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۸۔ امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۹۔ فاتحہ خلف الامام علامہ سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ۱۰۔ گستاخانہ جہاد پروفیسر عبدالرشید ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
- ۱۱۔ اسلامی انقلاب کی واضح دلیل شریعت محمدی (تاریخی خطاب) پروفیسر عبدالرشید ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
- ۱۲۔ مسلمان حکمران کی ذمہ داریاں پروفیسر عبدالرشید ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
- ۱۳۔ تاسیس پاکستان اور اسلام (اہم خطاب) شیخ عبدالعزیز بن باز (علامہ احسان الہی ظہیر)
- ۱۴۔ حج و عمرہ شیخ محمد صالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ
- ۱۵۔ پردہ شیخ محمد بن عبدالعزیز المسند حفظہ اللہ تعالیٰ
- ۱۶۔ ناز باجماعت کی اہمیت اور مسجد کا حق پروفیسر طالب الرحمن زیدی
- ۱۷۔ پیغام حافظ طیب الرحمن زیدی
- ۱۸۔ شاہ عقیق پر کیا دیکھا ابو سعد (نور ثانی) حافظ ابوب صاحب
- ۱۹۔ گناہ بچانا اور مستننا
- ۲۰۔ مستند مسائل قرآنی فیصلے
- ۲۱۔ حصن المسلم (مسنون اذکار کی بہترین کتاب) الشیخ سعید بن علی بن وہب القحطانی

جمعیت اہل حدیث سندھ (کراچی ڈویژن)

دفتر جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین یساری کراچی فون : 7511932

الشیخ